Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Religious and Contemporary Importance of Women's Education and Its Social and Cultural Impacts: A Research and Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

تعلیمِ نسواں کی دینی و عصری اہمیت اور اس کے معاشرتی و تہذیبی اثرات: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. Dr. Qaria Nasreen Akhtar (Corresponding Author)
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan. qarianasreen@bzu.edu.pk

Citation

Akhtar, Dr. Qaria Nasreen." Religious and Contemporary Importance of Women's Education and Its Social and Cultural Impacts: A Research and Analytical Study in the Light of Islamic Teachings."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 49−64.

Submission Timeline

Received: May 05, 2025
Revised: Jun 14, 2025
Accepted: Jun 23, 2025
Published Online: Jul 07, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Religious and Contemporary Importance of Women's Education and Its Social and Cultural Impacts: A Research and Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

تعلیمِ نسواں کی دینی وعصری اہمیت اور اس کے معاشرتی وتہذیبی اثرات: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر قاریہ نسرین اختر☆

Abstract

Education is the cornerstone of societal progress and prosperity, and the advancement of any nation is incomplete without the equal participation of women in education. Women, being the foundation of civilization, play a decisive role in shaping the moral, intellectual, and social fabric of society. Islam, from its very inception, granted women equal rights to seek knowledge alongside men, with the Holy Prophet Muhammad (ﷺ) encouraging and facilitating their education. Unlike pre-Islamic civilizations and religions that marginalized women, Islam recognized their intellectual potential and social importance. Historically, Muslim women actively participated in scholarly, social, and cultural activities, contributing significantly to the progress of their communities. However, in certain periods, focus on women's education diminished, despite its crucial role in nurturing the next generation, as the first school for any child is the mother's lap. In the modern era, the need for women to be equally equipped with both religious and contemporary education has become even more urgent to meet emerging social, economic, and technological challenges. The media, particularly social media, has transformed communication and knowledge-sharing, but a lack of access to modern education in many Muslim societies, including Pakistan, hampers both men and women from contributing effectively to global progress. This study examines the importance of women's religious and contemporary education, its socio-cultural and economic impacts, and how an educated Muslim woman, grounded in Islamic teachings, can positively influence society through her moral character, intellectual contributions, and active participation in communal life.

Keywords: Civilization, Women's Education, Islamic Teachings, Social Development, Modern Challenges

تعارف موضوع

معاشرتی ترقی اور تہذیبی استحکام کا دارومدار تعلیم پر ہے اور کسی بھی معاشرے کی کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خواتین کو مردوں کے برابر تعلیم کے مواقع فراہم نہ کیے جائیں۔ اسلام نے چودہ سو سال قبل خواتین کو تعلیم کا حق دیا اور انہیں دینی و دنیاوی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ عہدِ نبوی ﷺ اور ابتدائی ادوارِ اسلام میں خواتین نے علمی وفکری میدان میں نمایاں کردار ادا کیا، مگر بعد کے ادوار میں خواتین کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، پاکستان۔

تعلیم پر توجہ کم ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک تعلیم یافتہ عورت نہ صرف اپنی ذات بلکہ اپنے پورے خاندان اور معاشرے کی تربیت و ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جدید دور میں، جب سائنسی و ٹیکنیکل ترقی نے دنیا کو تیز رفتار تبدیلیوں سے دوچار کر دیا ہے، خواتین کو دینی اور عصری دونوں قسم کی تعلیم سے آراستہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس مطالعے میں خواتین کی تعلیم کی دینی و عصری اہمیت اور اس کے معاشرتی و تہذیبی اثرات کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مبحث اوّل: تعلیمِ نسواں کی دینی بنیادیں

1. اسلام میں علم کی اہمیت

علم اسلام کی اہم ترین بنیادوں میں سے ایک ہے۔ علم کی اس سے بڑی اہمیت کیا ہو سکتی ہے کہ جب اللہ رب العزت نے اپنے محبوب اور آخری نبی ﷺ پر وحی کا آغاز کیا تو سب سے پہلے پڑھنے کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾۔[1] ”پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔“ اس آیت میں اس بیان کے ساتھ کہ اللہ رب العزت کا رب اور خالق ہے، علم کی دو اہم شاخوں کا ذکر کیا گیا ہے: انسانیت اور تخلیقی علوم۔

2. اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت

دین اسلام نے نہ صرف خواتین کو ان گنت حقوق دے کر معاشرے میں اعلیٰ مقام دیا بلکہ تعلیمی میدان میں مرد اور عورت کی تفریق کو مٹا کر خواتین کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی۔ جس کی وجہ سے نسلیں روشن ہوتی ہیں اور معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ دین اسلام نے جس طرح مسلمانوں کی تعلیم کے لیے سارے دروازوں کو کھلا رکھا ہے، اسی طرح ہر قسم کی فائدہ مند اور کارآمد تعلیم کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس پر آپ کی ہمت بھی بڑھ گئی ہے۔ اسی طرح کمزور جنس کو پوری تعلیم کے حقوق دیے گئے ہیں۔ اسلامی تعلیم کے حصول کے لیے مرد اور عورت کے لیے ایک ہی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، جب کہ بعض مقامات پر خواتین کے لیے خصوصی اصطلاح لا کر خواتین کی تعلیم کی اہمیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ ارشادِ پاک ہوتا ہے:

﴿وَاذْکُرْنَ مَایُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا﴾[2]۔

”اور تم اللہ کی آیات اور سنت و حکمت کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں، بیشک رب کائنات جاننے والا اور باخبر ہے“۔

اسلام نے عورت کو جو عزت و وقار دیا ہے وہ اسلام سے پہلے کسی معاشرے، مذہب اور تہذیب میں حاصل نہیں تھا۔ اس مقام کی وجہ سے عورت کو وہ اعتماد حاصل ہوا جس نے اسے علم و فن اور تہذیب و تمدن کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ قرآن مجید میں عورتوں کو مخاطب کر کے ان کے حقوق و فرائض سے جہاں آگاہی دی گئی ہیں وہاں ان کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی: ”قرآن کریم کی آیات جو نصف انسانیت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور عدل جنس عورتوں میں اعتماد پیدا کرتی ہیں کیونکہ ان کے نزدیک معاشرے میں اور رب کائنات کے نزدیک ان کا ایک خاص مقام ہے اور وہ دین و علم، اسلام کی خدمت، نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون اور ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں

[1] Al-‘Alaq, 96:1.
[2] Al-Aḥzāb, 33:34.

پوری طرح حصہ لے سکتی ہیں۔ قرآن کریم کی آیتوں میں اعمال، نجات اور سعادت، اور آخرت میں کامیابی میں ہمیشہ مرد حضرات کے ساتھ خواتین کا بھی ذکر شامل ہے"۔[3] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَمُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾[4]

"اور جو کوئی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو، اسے جنت میں داخل کیا جائے گا، اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

کسی بھی معاشرہ میں عورت اس معاشرے کی تہذیب و تمدن کی جڑ ہے۔ عورتوں کی دیکھ بھال صرف بہتر تعلیم سے ہی ممکن ہے اگر معاشرہ میں عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو تہذیب و تمدن کا درخت پھلے پھولے گا اور معاشرہ ترقی کرے گا ورنہ معاشرتی ترقی متزلزل کا شکار رہتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مردوں کے ساتھ خواتین کی تعلیم کا بھی خاص اہتمام فرمایا ہے۔ اسلام سے قبل جتنے مذاہب اور تہذیبیں تھیں۔ انہوں نے عورت کو اس کا وہ مقام نہ دیا تھا جو اس کا حق تھا۔ غیر آسمانی مذاہب تو ایک طرف الہامی مذاہب (عیسائیت و یہودیت وغیرہ) کے پیروکاروں نے بھی خواتین کو اس کے حق سے خارج کیا ہوا تھا۔ جہالت کے طویل اور گہرے اندھیرے میں حضور اکرم ﷺ نے عورت کو ہر حیثیت میں بلند مقام عطا فرمایا اور علم کا اہم باران رحمت کمزور، غلام، مرد و عورت اور عرب و عجم پر برابر تقسیم کیا۔ علم کے میدان میں عورتیں تیزی سے آگے بڑھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور حصول علم کا وہی حق عطا فرمایا جس طرح مردوں کو عطا کیا گیا تھا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ" مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتْ: امْرَأَةٌ وَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ: وَ اثْنَتَيْنِ[5]".

"ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ خواتین نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ "آپ ﷺ سے فائدہ حاصل کرنے میں مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے وعظ کے لیے بھی کوئی دن مختص کردیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا۔ اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور مناسب احکام سنائے جو کچھ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے اپنے تین لڑکے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو بچے بھیج دے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور دو کا بھی یہ حکم ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ وعیدین اور روزمرہ زندگی میں بھی خواتین نماز میں شرکت کرنے کے علاوہ علم کے حصول کے لیے بھی جایا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک خاص دن عورتوں کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

کسی بھی ملک کی کامیابی کا راز اس کی وحدت میں چھپا ہوا ہے۔ اس لیے جن لوگوں کو اس ملی سرمائے کی ذمہ داری اور خدمت سپرد کی گئی ہے وہ ان کا خاطر خواہ حق ادا کریں اور ایک امانت سمجھ کر اس فریضہ کو ادا کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس میں کوتاہی تو ملی و قومی خیانت مرتکب ہوگی اگر

---

[3] Nadvī, Abū al-Ḥasan ʻAlī, *Khavātīn aur Dīn kī Khidmat* (Karachi: Majlis Nashriyāt-e-Islām, n.d.), 17.
[4] Al-Nisā', 4:124.
[5] Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʻIlm, Bāb Hal Yujʻal lil-Nisā' Yawman ʻalā Ḥidah fī al-ʻIlm, (Maktaba Raḥmāniya, n.d.), Ḥadīth no. 101.

اس کی تحفظ وبقاء کی جانب سے غفلت وبے پروائی اختیار کی گئی تو اس کا نقصان یہ ہو گا کہ جس کی تلافی ممکن نہ ہو گی۔ اسلامی نظام تعلیم میں تعلیم وتربیت ہمیشہ ساتھ رہے ہیں اسلام میں دین ودنیاداری کی کوئی تمیز نہیں تعلیم کا بنیادی مقصد خداشناسی اور خود شناسی ہے۔ کسی بھی ملک کی خوشحالی وترقی کا اندازہ اس ملک کے تعلیمی اداروں کی کامیابی سے لگایا جاسکتا ہے۔ ملی وحدت میں احترام انسانیت کا جذبہ صف اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا ابتدائی ادارہ مدرسہ ہے لہٰذا مدرسہ کسی بھی قوم کے تعلیمی دھارے کا رخ متعین کرتا ہے طلباء کی تعلیم وتربیت میں مدرسے کا کردار اظہر من الشمس ہے۔

اسلام کو درپیش خطرات کا مقابلہ کے لیے ہمیں دینی تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کے مختلف حصوں میں تعلیم وتربیت اور تحریک کی دعوت کا کام انجام دیں۔ ایسا اسی وقت ممکن ہے جب ایک ایسا تعلیم وتربیت نظام تیار کیا جائے جو قدیم وجدید کا جامع ہو جس میں صلاحیت ہو کہ طلباء کی فکر کو پروان ملے۔ دینی تعلیم اسلامی فکر کی امین ہے اگر اس پر آنچ آئی تو مسلمانوں کی دین سے واقفیت مزید کمزور ہو جائے گی۔[6]

3. خواتین کی تعلیم سے متعلق روایات

اسلامی تاریخ کی یہ چند آیات بتاتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں خواتین میں حصول علم کا کتنا جذبہ اور ولولہ تھا اور آپ ﷺ نے ان کے شوق اور جستجو کی کتنی قدر کی اور ان کی تعلیم وتربیت کا کس قدر خیال رکھا۔ علم کی فرضیت کا براہ راست بیان بھی متعدد احادیث میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے (بغیر مرد وعورت کی تفریق کے)۔ اسی طرح ایک اور موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، بے شک علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[7] ایک اور موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔[8]

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَہْلِ الكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّه، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالعبدُ المَمْلُوكُ اذا أدّى حق اللّٰہ، وحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ له اَمَةٌ، فَأدَّبَهَا فَأحْسَنَ تَأدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا، فَأحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا، فَلَه أجْرَانِ][9]

اس حدیث کے آخری حصے کی تشریح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ: "یہ حکم صرف لونڈیوں کے لیے نہیں ہے بلکہ اپنی اولاد اور عام بچیوں کے لیے بھی ہے۔" ایک صحابیہ حضرت شفاء بنت عدویہ تعلیم یافتہ عورت تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: "تم نے جس طرح حفصہ کو نملہ سکھایا ہے، اس طرح اسے لکھنا بھی سکھادو۔" حضور اکرم ﷺ خود بھی عورتوں کی تعلیم کا اہتمام کرتے تھے اور ان کی خواہش پر آپ ﷺ نے باضابطہ ان کے لیے ایک دن مقرر کر دیا تھا۔

---

[6] ʻAqīl Aḥmad, *Falāḥ-e-Muʻāshara mein ʻĀ'ilī Zindagī kā Kirdār (Uswa-e-Ḥasana kī Rawshanī mein)*, *Al-Tabyīn* 3, no. 2 (January 2021): 81.

[7] Ibn ʻAbd al-Barr, Abū Yūsuf ibn Muḥammad, *Jāmiʻ Bayān al-ʻIlm wa Faḍlihi* (Beirut: Dār ibn al-Jawzī Mu'assasat al-Risāla, n.d.), 1:24, Ḥadīth no. 15.

[8] Tirmidhī, Abū ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā, *Sunan Tirmidhī*, Kitāb al-ʻIlm, Bāb mā Jā'a fī Faḍl Ṭālib al-ʻIlm, (Beirut: Dār ibn al-Jawzī Mu'assasat al-Risāla, 1987), Ḥadīth no. 2646

[9] Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʻIlm, Bāb Taʻlīm al-Rajul Imra'atahu wa Ahlihi, Ḥadīth no. 97.

حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں:

[قَالَتْ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "غَلَبْنَ عَلَيکَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَّنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ، فَوَعَدَہُنَّ يَوْماً لَقِيَہُنَّ فِيْهِ، فَوَعَظَہُنَّ، وَأَمَرَہُنَّ][10]۔

حضرت اسماء بنت یزید بڑی متدین اور سمجھدار عورت تھیں، انھیں ایک دفعہ خواتین نے اپنی طرف سے ترجمان بناکر حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ حضور ﷺ سے دریافت کریں کہ: "اللہ نے آپ ﷺ کو مرد و عورت ہر دو کی رہ نمائی کے لیے بھیجا ہے؛ اس لیے ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اتباع کی، مگر ہم عورتیں پردہ نشیں ہیں، گھروں میں رہنا پڑتا ہے، ہم اپنے مردوں کی ہر ممکن خواہش بجالاتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش ہمارے ذمہ ہوتی ہے، ادھر مرد مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، جہاد میں شرکت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے؛ لیکن ہم عورتیں ان کے زمانۂ غیبوبت میں ان کے مال واولاد کی حفاظت کرتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ! کیا کیا ہم بھی اجر و ثواب میں مردوں کے برابر ہوسکتے ہیں؟ حضرت اسماء کی بصیرت انگیز تقریر سن کر نبی ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا: کیا تم نے اسماء سے پہلے کسی عورت سے دین کے بارے میں اتنا اچھا سوال سنا ہے؟ صحانہ نے نفی میں جواب دیا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا جاکر ان عورتوں سے کہو: [ان حُسْنَ تَبَعُّلِ احداکُنَّ لِزَوْجِها، وَطَلَبِها لِمَرْضَاته ، وَاِتِّبَاعها لِمُوافقته، يَعْدِلُ كلَّ مَا ذَكَرْتِ لِلرِّجَالِ]۔[11] آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ عظیم خوش خبری سن کر حضرت اسماء کا دل بہت خوش ہوا اور تکبیر و تہلیل کہتی ہوئی واپس آگئیں اور دوسری خواتین کو بتانے چلی گئیں۔

چنانچہ جب واضح ہو گیا کہ قرآن کریم سے علم حاصل کرنا عورتوں پر بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا مردوں پر، اب اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت اور اسوہ رسول کی روشنی میں جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ خود رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں نے رسول کریم ﷺ سکی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ کی طرف مرد ہم سے آگے نکل گئے ہیں، لہٰذا ہمارے استفادہ کے لیے ایک دن مقرر فرمادیجیے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک دن مقرر فرمایا۔ اس دن آپ ﷺ ان سے ملتے انہیں تلقین کرتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے آگاہ فرماتے"۔[12]

4. فقہی تعلیم میں کردار

اس طرح ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کی حیات پاک اور وصال کے بعد بھی دینی اور فقہی مسائل میں لوگوں کا مرجع عام تھیں اور ان میں سے ہر ایک کا گھر مدرسہ کی طرح تھا۔ علم وحدیث کے طلباء وہاں جمع ہوتے اور مختلف علوم سے فیض یاب ہوتے۔ احادیث روایت کرنے میں حضرت

10 Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Hal Yujʿal lil-Nisāʾ Yawman ʿalā Ḥidah fī al-ʿIlm, Ḥadīth no. 101.

11 Ibn ʿAbd al-Barr, Abū Yūsuf ibn Muḥammad, *Al-Istiʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb* (Beirut: Markaz lil-Buḥūth wa al-Dirāsāt al-ʿArabiyya wa al-Islāmiyya, 1440 AH), 2:726.

12 Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Hal Yujʿal lil-Nisāʾ Yawman ʿalā Ḥidah fī al-ʿIlm, Ḥadīth no. 101.

عائشہؓ کا نمایاں مقام ہے۔ حضرت عائشہؓ دوہزار دو سو دس احادیث کی روایت کرتی ہیں۔ ان کی احادیث کو عروہ بن الزبیر نے لکھ کر محفوظ کرلیا تھا۔ صحابہ کرامؓ بہت سے مواقع پر اہم اور دقیق مسائل ازواج مطہرات سے پوچھا کرتے تھے جس سے خواتین کی دینی و دنیوی تعلیم کے بارے میں آگاہی ملتی ہے کہ تعلیم نسواں اتنی ہی ضروری ہے جتنی مردوں کی تعلیم ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

5. تبلیغی میدان میں خواتین کا کردار

معاشرہ میں تعلیم وتربیت کے لحاظ سے عورت کا اہم کردار ہے۔ بچہ ہو یا بچی سب سے پہلی اس کی تربیت گاہ و دینی درس گاہ ماں کی گود ہے ماں اگر تعلیم یافتہ ہوگی تو نسلیں بھی پڑھی لکھی پروان چڑھیں گی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو اس کی گود میں پروان چڑھنے والے بھی فہم وادراک میں نمایاں مقام کے حامل ہوں گے۔ دینی تعلیم کا رجحان بعض خواتین لوگوں کو تعلیم دینے کے سلسلے میں ازواج مطہرات کی پیروی کرتی تھیں۔ ابن خلکان کے بقول:

> ”حضرت حسن بصری کی والدہ محترمہ جو پہلی صدی میں بقید حیات تھیں۔ عورتوں کے لیے دینی قصے بیان کرتی تھیں۔ انہیں نصیحت آموز باتوں کا وعظ کرتیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے صاحبزادے حضرت حسن مردوں کے لیے مجالس درس تشکیل دیتے اور انبیاء کرام کے قصص وحکایات سناتے تھے۔ یوں پہلی صدی سے لے کر انیسویں صدی تک اس طرح کا رجحان ملتا ہے کہ ہمارے اسلاف بچوں کی تعلیم وتربیت میں نصیحت قصہ اور کہانی کا انداز نمایاں رکھتے تھے۔ جس سے بچے تعلیم حاصل کرنے کی طرف راغب نظر آتے تھے۔ مگر عصر حاضر میں اس طرح کی تعلیم کے رجحان کا فقدان ہے۔ اسی لیے بچوں کی تعلیم سے بے رغبتی کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ماں تعلیم سے آراستہ ہوتے ہوئے بھی اس طرح توجہ نہ دے۔ اس سے معاشرہ روایتی ہم آہنگی سے دور ہو رہا ہے“۔[13]

مبحث دوم: خواتین کی تعلیم کے معاشرتی وتہذیبی اثرات

1. عصری علوم کی طرف توجہ

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو شامل کیا جائے تو طلباء وطالبات بہترین معاشرتی کردار ادا کرسکتی ہیں۔ عصر حاضر میں کمپیوٹر علم کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ عصری علوم میں کمپیوٹر کے استعمال کو بھی شامل کیا جائے اور دینی تعلیم کے ہر ادارہ میں اس کی لیب بھی ہونا ضروری ہے جس سے مختلف علمی ویب سائٹ کمپیوٹر میں انسٹال کرکے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے۔ دورِ جدید میں قوت حافظہ اور یادداشت ایسی نہیں جو کہ ہمارے آباؤاجداد کے پاس تھی اس لیے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ عصری علوم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ قرآن کریم نے تسخیر کائنات کی ترغیب دلائی ہے۔ اس فرمان پر عمل درآمد بھی اسی وقت ممکن ہے عصری علوم شامل ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَالَّذِیْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَوَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾[14]

---

13 Ibn Khallikān, Shams al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad, *Tārīkh Ibn Khallikān* (Karachi: Nafīs Academy Urdu Bāzār, 2000), 1:160.

14 Al-Anbiyā’, 21:33.

"وہ وہی خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب وماہتاب سب کو پیدا کیا ہے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں"۔ اس آیت کریمہ کی وضاحت میں مفتی احمد یار خان رقمطراز ہیں: "آسمان اور زمین حرکت نہیں کرتے بلکہ مدار میں تارے تیر رہے ہیں جیسے پانی میں تیرنے والا فلسفہ قدیم وجدید غلط ثابت ہوتا ہے، آسمان کا قوام پانی یا ہوا کی طرح رقیق وپتلا ہے، جس میں تارے تیر رہے ہیں ٹھوس نہیں ہیں۔ اگر روسی راکٹ آسمان میں داخل ہو گیا تو اسلام کے خلاف نہیں اس سے معراج النبی ﷺ کا ثبوت ملتا ہے۔ ایسے عصری علوم سے عورتوں کی آگاہی بھی ہونی چاہیے"۔[15]

2. خواتین کی فنی ولسانی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مختلف فن، مہارتیں اور زبانیں پیدا فرمائی ہیں مردوں کے ساتھ خواتین بھی انہیں سیکھ کر معاشرتی فلاح وبہبود کو بہتر بنانے میں کردار ادا کرسکتی ہیں۔ لسانی علوم کے حصول میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴾[16]

"اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کی خلقت اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے کہ اس میں صاحبانِ علم کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں"۔

امام قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

اس آیت میں مختلف زبانوں کا بیان ہے۔ وہ عربی ہو یا عجمی، ترکی ہو یا رومی یہ سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔[17]

نصابی کتب میں ایسے ابواب بھی شامل ہوں جن میں دیگر زبان کے سیکھنے کا اہتمام کیا گیا ہو۔ اور اس میں گنجائش بھی موجود ہو کہ طلباء جو زبان سیکھنا چاہیں وہ سیکھ لیں اور دیگر بیرون ملک روزگار ومعاش حاصل کرسکیں اور ان ممالک میں تبلیغ دین کا فریضہ بھی ساتھ میں ادا کرسکیں۔ مگر پاکستان کے کسی مدرسہ میں ایسی کوئی کتاب شامل نہیں ہے۔ ہر عہد کے کچھ خاص تقاضے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کی تعلیم میں یہ خیال رکھا جائے کہ وہ مغربی تعلیمی یلغار کا مقابلہ دین اسلام کی روشنی میں کرسکیں۔ نصاب تعلیم کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں کہ وہ عصری تحدیات واقفیت دیتا ہے اور ان سے ہنر آزما ہونے کی صلاحیت اور ان کے حل سے واقفیت فراہم کرتا ہے۔

مولانا آزاد بیسویں صدی کے ابتدائی دہائی سے اپنے آخری زمانے تک دینی مدارس کی اصلاح کے مسئلہ میں مضطرب رہے۔ ان مدارس کے مقاصد وطریقہ تعلیم ونصاب سب ہی پر ان کی تنقید بھرپور تھی۔ ان کا احساس کہ ہندوستان میں دینی وعربی علوم کی درس وتدریس علوم کے دور تنزل کے خمیر سے ہوئیں تھی۔ اس لئے ہر ادارے طلباء نظر واجتہاد کے بجائے جمود وتقلید اور حصول علوم وفنون کے بجائے کتابوں کے متون، ان کی شرحوں اور تعلیقات کے ذریعے خیالات کی محصوری کے عمل میں محصور ہے۔ مدارس کے نصاب میں جو کتب شامل ہیں ان میں تبدیلی کرنے کے بارے میں کوئی تیار نہیں ہے۔ جبکہ مغرب میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی علم وہنر سے مزین ہیں۔ اس صورت سے نپٹنے کے لیے اسلامی

[15] Nā‘īmī, Aḥmad Yār Khān, *Tafsīr Nūr al-‘Irfān* (Lahore: Nā‘īmī Kutub Khāna, 1440 AH), 517.
[16] Al-Rūm, 30:22.
[17] Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Kabīr, *Al-Jāmi‘ li-Aḥkām* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH), 14:18.

اصولوں کی روشنی میں عورتوں کو بھی ایسے تعلیمی مواقع فراہم کیے جائیں کہ وہ مغرب کی تعلیم یافتہ خواتین کے سامنے سر اٹھا کر نہ صرف دینی علوم بلکہ سائنسی علوم کی بھی ترجمانی کر سکیں۔[18]

3. جہالت کا خاتمہ

پاکستان میں خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں عورتوں کی تعلیم وتربیت اس انداز پر نہیں ہو رہی جس کا عصر حاضر میں تقاضا ہے۔ نصابی کتب میں ایسی آیات واحادیث شامل ہوں جس سے نہ صرف شہری خواتین اس علم سے فائدہ اٹھا سکیں بلکہ دوسری خواتین کو علم سے بہرہ ور کر کے جہالت کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ جدید دور کے مطابق خواتین دینی علوم کے ساتھ ہر طرح کے دنیاوی علوم بھی سیکھ کر معاشرہ میں دیگر افراد کی بہترین معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ جس کا ذکر محمد واضح رشید حسنی نے اس طرح بیان فرمایا: ”علماء کے اندر یہ داعیانہ صفات پیدا کرنے والے علوم وفنون اور ثقافت کی نشرواشاعت کرنے اور مخالف رجحانات کا مطالعہ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ موجودہ زمانے کی رجحانات کا مطالعہ کریں، اور معاشرہ کی فکری وشعوری تبدیلیوں کو سمجھیں اور معاشرے سے قریب ہوں، یہ کام اسی وقت ممکن ہے جبکہ عقلی واجتماعی زندگی نئے افکار اور علوم وفنون اور ان کے موثرات وعوامل ان کے سامنے ہوں اور سماج کے مختلف طبقوں سے ان کا رابطہ ہو“۔[19]
نصابی کتب میں تہذیب وثقافت عصری تقاضوں کے مطابق بھی شامل ہو جسے پڑھ کر خواتین معاشرہ میں جہالت دور کرنے میں اہم کردار ادا کر سکیں۔ چونکہ بہت سی بے بنیاد رسم ورواج معاشرہ میں نموپا رہے ہیں جن کا تعلق سرے سے اسلام سے نہیں بلکہ ہندوستانی اوہام پرہے چونکہ پاکستان بننے سے پہلے سے ہی یہ فضول رسوم ان کی تہذیب کا حصہ تھیں اس لیے مسلم خواتین ان سے آگاہی حاصل کریں اور معاشرہ کی اصلاح میں معاون کردار ادا کر سکتی ہیں۔

4. تعصبات سے اجتناب

اسلامی اخلاق وکردار کے حامل انسان اسی وقت پیدا ہوں گے جب وہ قرآن وسنت کا گہرا علم اور دینی بصارت رکھتے ہوں۔ خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقت کے اہم مسائل پر گہری نظر رکھتی ہوں۔ اسلامی نظریات وتحریکات سے بخوبی واقف ہوں اور تعصبات سے اجتناب کرتے ہوئے قرآن وسنت کے مطابق معاشرہ کی فلاح میں معاون ثابت ہوں کیونکہ عورت سے ہی کائنات میں خوبصورتی کا رنگ نمایاں ہے۔ علامہ اقبالؒ کے قول کے مطابق: ”عورت کا وجود کائنات کی تصویر میں رنگ ہے، عورت اگر تعصبات کا شکار ہو کر تعلیم وتربیت کرے گی تو کائنات کی خوبصورتی ماند پڑ جائے گی۔ اس لیے عورت کو وسعت نظری سے کام لیتے ہوئے ایسی تعلیم کا فروغ کرنا چاہیے جس سے نہ صرف وہ خود کسی بھی تعصب سے محفوظ رہے بلکہ اپنے گرد افراد سے بات چیت کرتے ہوئے اسلام کی صحیح ترجمانی کرے“۔[20]
دینی مدارس میں کسی حد تک تعصبات کو فروغ دیا جاتا ہے اور طلباء کی ذہن سازی کی جاتی ہے مگر دین اسلام کی اشاعت وفروغ ہی ہر مدرسہ کا نصب العین ہوتا ہے۔ اسلام کا فروغ ہر مدرسہ کا بنیادی تصور ہے۔ جس کا اظہار حافظ عبدالرحمن مدنی نے اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ”حقیقت یہ ہے کہ تمام دینی مدارس کا بنیادی تصور دین میں تقویٰ ہے، قرآن مجید کی آیات میں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ تم میں سے ایک ایسا

---

[18] Azād, Abū al-Kalām, *Khuṭbāt-e-Azād* (New Delhi: Sāhitya Academy, 1975), 103.

[19] Nadvī, Muḥammad Wāḍiḥ Rashīd Ḥasanī, *Niẓām-e-Ta'līm wa Tarbiyyat aur Andīshe, Taqāże aur Ḥal* (Lucknow: Dār al-Rashīdiyya, 2013), 89–90.

[20] Iqbal, Muḥammad, *Kulliyāt-e-Iqbāl*, Nazm 'Aurat, Ḍarb-e-Kalīm (n.p., n.d.), 293.

گروہ ہونا چاہیے جو مذہب کو سمجھے، اور دینی مدارس اس آیت کی عملی مثال ہیں، جس کا مقصد دین میں تقویٰ ہے۔ تاہم برصغیر پاک وہند میں برطانوی استعمار کا دینی مدارس کو گوشوں میں محبوس کرکے مذہبی فرقہ واریت کا سلسلہ جاری ہے۔ نتیجتاً مسائل میں اصولوں اور فروغ کے بغیر بحث مباحثوں کے ذریعے ہمارے روایتی نظام کو دہشت گردی سے جوڑنا خالصتاً یہودی لابی کا پروپیگنڈا ہے"۔[21]

لہٰذا خواتین بڑھ چڑھ کر تعلیمی کردار کے فروغ میں حصہ شامل کریں اور مغربی دنیا کے عزائم میں مثبت کردار ادا کرکے پاکستان کو تعصب سے پاک معاشرہ بنائیں۔ ایک عورت پہلے اپنے گھر پھر خاندان اور اس کے بعد معاشرہ میں اہم کردار کی حامل ہوتی ہے۔ اس کی کاوشوں سے نمایاں تبدیلی ممکن ہے بشرطیکہ وہ صدق دل سے اس طرح کی کاوش کرے۔

5. اسلامی تہذیب وتمدن

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: [طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ][22]۔ "علم حاصل کرنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے"۔ اس فرمان عالی شان سے عورتوں کا علم حاصل کرنا ہے اسی طرح ضروری ہے جس طرح مردوں کا۔ اسلام عورت کو تمام علوم سیکھنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ کسی بھی معاشرہ میں اس کی تہذیب اس معاشرہ کی عکاسی کرتی ہے۔ خواتین کو اسلامی تہذیب وتمدن سے آگاہی فراہم کرنا اسلامی مدارس کی ذمہ داری ہے کیونکہ اگر مسلمان عورت اسلامی تہذیب وتمدن سے مکمل طور پر اسلامی اصولوں کی روشنی میں آگاہ ہوگی تو وہ نہ صرف اپنی تہذیب کو بچانے میں معاون ثابت ہوگی بلکہ مغربی تہذیب کا مقابلہ کرنے کے قابل بھی ہوسکے گی کیونکہ آج کل مغربی ممالک اپنی تہذیب کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مغرب اور اسلام کے درمیان تہذیبی کشمکش جاری ہے۔ مغربی مفکرین کے خیالات میں مغرب اسلامی تہذیب کا خاتمہ کرتا ہے اپنی تہذیب کو پروموٹ کرے گا جس کے نتیجہ میں اسلامی تہذیب کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہودی مستشرق برنارڈ لیوس تہذیبی تصادم کے ضمن میں رقمطراز ہے:

> *"It should now be clear that we are faced with issues and policies and government levels that transcend what is nothing less than a clash of civilizations that is the perhaps irrational but certainly historic response of an ancient rival against the expansion of the Hammam on a secular and global scale, of our Jewish, Christian heritage."*[23]
>
> "اسی طرح ہفت روزہ "اکانومسٹ لنڈن نے اسلام کا سروے" کے نام سے طویل مضمون شائع کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی قیادت کی حقیقی دعوے دار دو ہی تہذیبیں ہیں۔ مغرب اور اسلام، اسلام ایک آئیڈیا ہے جس کی بنیاد قرآن ہے۔ اسلام اور مغرب کو امن وآتشی کے ساتھ گزارا کرنے کے لیے اپنے خیالات اور تصورات پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ مسلمان معیشت، عورت اور جمہوریت کے معاملہ میں ہم آہنگ راستہ تلاش کریں۔ اگر اسلام عورت کو وہ مساوات دینا چاہتا ہے جو

[21] Madnī, ʻAbd al-Raḥmān, "Dīnī Madāris aur Maujūda Sarkārī Iṣṭilāḥāt," *Muḥaddith* (Lahore: Majlis al-Taḥqīq al-Islāmī, February 2002), 19.

[22] Tabrīzī, Walī al-Dīn Muḥammad ibn ʻAbd Allāh, *Mishkāt al-Maṣābīḥ*, Kitāb al-ʻIlm, Ḥadīth no. 212 (n.p., n.d.).

[23] Lewis, Bernard, "The Roots of Muslim Rage," *The Atlantic Monthly* 226 (September 1990): 47–60.

کم وبیش قرآن نے دی ہیں تو اسے علماء کی گرفت اور قوت کو توڑنا ہو گا بد قسمتی سے مسلمان آج بھی قرآن کی تعبیر و تشریح علماء کے اس چھوٹے سے گروہ کے ہاتھوں میں چھوڑے رکھنے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ اسلام ابھی بھی قلیل مطلق العنان گروہ کی بالادستی میں رہ رہا ہے"۔[24]

مبحث سوم: خواتین کی دینی وعصری تعلیم کے عملی نتائج اور چیلنجز

1. دینی تعلیم کے اثرات

اسلام عورت کے علیحدہ وجود کو تسلیم کرتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح مرد کے وجود کو ایک دین دار خاتون مل جائے معاشرے میں بہتر کردار ادا کرتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ جسے دین کے اصل واصول کا بھی پتہ نہ ہو۔ ارشاد پاک ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ﴾[25]

"جو بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ضرور انہیں ان کا اجر دیں گے"۔

دینی تعلیم سے بہرہ ور ایک مسلمان خاتون اپنے اعمال حسنہ کے ذریعے سے معاشرے میں اچھے اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ ابتدائے اسلام میں عورت کے لیے تعلیم و تعلم کا سلسلہ زور وشور سے جاری رہا مگر بعد کے کچھ ادوار میں عورت کی تعلیم پر توجہ نہ دی گئی حالانکہ عورت کی تعلیم مرد سے بھی زیادہ ضروری ہے وجہ یہ ہے کہ بچہ پہلے ماں کی گود میں آتا ہے۔ ماں اسے دینی تعلیم سے سنوارے گی تو وہ خود بھی معاشرے کا فعال کردار ہونے کے ساتھ نسل نو کی تربیت اس انداز سے کرے گی کہ معاشرے میں دین کو فروغ حاصل ہو گا۔ تعلیم نسواں کے ضمن میں مولانا خیر محمد جالندھری لکھتے مرد تو جتنا بھی دیندار ہو کر کسب معاش کے لیے بچوں سے دور رہتا ہے اس لیے باپ کا کردار اولاد پر اتنا اثر انداز نہیں ہوتا جتنا ماں کا ہوتا ہے اگر ماں عقائد صحیحہ اور ایمان کی نعمت سے مالا مال ہو اور اس کے اخلاق واطوار میں شریعت مصطفوی ﷺ کی جھلک ہو تو ظاہر ہے بچہ ماں ہی کے اعمال وعقائد کا نقش لے گا"۔[26]

اسی طرح بہن اور بیٹی اور بیوی کے روپ میں عورت اگر دینی تعلیم سے آراستہ ہو گی تو اپنی انفرادی حیثیت میں بھی نمایاں مقام کو حاصل ہو گی اور معاشرتی کردار کے اعتبار سے قابل قدر گردانی جائے گی عورت کی دین داری کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: "بہترین متاع حیات نیک عورت ہے"۔ نیک عورت سے معاشرہ برائیوں اور بے حیائیوں سے بچا رہتا ہے اور اسلام کی صحیح معنوں میں ترجمانی ممکن بنتی ہے۔ صحابیات کا دور دیکھا جائے تو ان کی زندگیاں معاشرے میں بہترین نقوش چھوڑ کر گئیں اس کے بعد میں بھی بہت سی خواتین نے دینی تعلیم حاصل کی اور معاشرے میں امن وامان قائم کرنے کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ جن میں ایک بزرگ خاتون حضرت رابعہ بصری ہیں جنہوں نے دین کی تعلیم خود بھی حاصل کی اور معاشرہ کو بھی سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ محمد امانت رسول "مذہب انسان کی ضرورت ہے" میں تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: حضرت رابعہ بصریؒ کا شمار بھی انہیں نامور خواتین اسلام میں ہوتا ہے جنہوں نے تاریخ اسلام میں انمٹ نقوش چھوڑے

---

[24] Khurram Shahzād, *Maghrib aur ʿĀlam-e-Islām* (Lahore: Manshūrāt Manṣūra Multan Road, 2006), 57–61.

[25] Al-Naḥl, 16:97.

[26] Jālandharī, Khair Muḥammad, *Māhnāma al-Khair* (Multan: Jāmiʿa Khair al-Madāris, May 1987), 78.

حضرت ابراہیم ادھم، حضرت حسن بصری، حضرت صالح عامری، حضرت سفیان اور حضرت رابعہ بصری کا زمانہ ایک ہی تھا آپکی ولایت وفقاہت سے متاثر ہو کر اس دور کے اکابر علماء وفقہاء اور مشائخ آپ کی محبت عالیہ سے فیض یاب ہوا کرتے تھے"۔[27] اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دینی تعلیم یافتہ خاتون معاشرے میں کتنے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ عصر حاضر میں ایسی تعلیم اشد ضروری ہے جو خواتین کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوں۔

2. جدید چیلنجز کے مقابلہ کی صلاحیت

عصر حاضر میں جدید چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ مردوں کے ساتھ خواتین بھی برابر کی تعلیم سے آراستہ ہوں گی تو ان میں یہ صلاحیت کماحقہ پیدا ہو سکتی ہے۔ میڈیا نے زندگی کی دوڑ دھوپ کو انتہائی تیز کر دیا ہے۔ میڈیا علوم کو مرکزی حیثیت دینے سے مغرب میں سائنسی اور تکنیکی علوم کو فروغ حاصل ہوا جس کے باعث مغربی دنیا میں صنعتی انقلاب برپا ہو گیا۔ طبیعیاتی علوم کے حصول سے باضابطہ اور منظم سائنسی علوم کا طریقہ کار وضع کیا گیا مگر پاکستان میں دینی مدارس میں سے ہٹ کر بھی اگر دیکھا جائے تو نہ صرف خواتین ہیں بلکہ مرد حضرات بھی ایسی جدید تعلیم سے محروم ہیں جبکہ جدید عصری علوم کی تعلیم کا انتظام نہ کیا جائے تو فرد چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ جدید علوم کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد امین رقمطراز ہیں: "ہم یہ نہیں کہتے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علوم کا ماہر ہونا چاہیے بلکہ جو بات ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علم کا تعارفی مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ یہ تو پتا چلے کہ جس دنیا میں رہ رہا ہے وہ کیا سوچتی ہے اور ایسا کیوں سوچتی ہے؟"[28]

مسلمانوں کی انفرادی اجتماعی زندگی میں کوئی انقلاب نہ آسکا اور ترقی وخوشحالی ایک خواب بن کر رہ گئی اس کی ایک بڑی وجہ جدید علوم سے دوری ہے۔ آج دنیا جس تیزی سے ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ دینی مدارس اس سے بالکل محروم ہیں۔ عبادات و معاملات کا علم حاصل کرنے کے ساتھ یہ بھی از حد ضروری ہے کہ طلباء کو جدید علوم سے آراستہ کیا جائے۔ معاشرے میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ایسے افراد کی ضرورت رہتی ہے جو زندگی گزارتے ہوئے زمانے کے حالات اور تقاضوں کو مدنظر رکھیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ ملک ترقی میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس لیے نہ صرف طلباء بلکہ ایسے اساتذہ بن کے فہم و فراست کے ساتھ مسائل و معاملات کو بہترین طرز پر سے ساتھ حل کرنے پر مہارت رکھتے ہوں۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں: "ہمیں ایسی قیادت چاہیے جو دین کے فہم وادراک کے ساتھ وقت کے تقاضوں کا فہم اور دینی فراست کے ساتھ ان مسائل و معاملات کا درست جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اس لیے ایسے افراد کی اشد ضروت ہے جو زندگی کے ہر میدان خواہ معیشت ہو یا سائنس، ادب فوجی مہارت، سیاسی نظام، قانون سازی، ٹیکنالوجی کا میدان اور ہر شعبہ میں دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ماہر اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک ہوں۔ وہ اپنی فنی استعداد مسلم امید کے خوابوں کی تعبیر کر سکیں۔ ایسی خواتین ملکی ترقی میں اہمیت کی حامل ہیں جو دینی فہم و فراست کو مقصد حیات سے مربوط کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں جس سے چیلنجز کا سامنا آسانی سے کیا جاسکے"۔[29]

---

[27] Muḥammad Amānat Rasūl, *Mazhab Insān kī Ḍarūrat Hai* (Lahore: Ṭāha Publications, 2003), 216.

[28] Muḥammad Amīn, *Hamāra Dīnī Niẓām-e-Ta'līm* (Lahore: Dār al-Ikhlāṣ Markaz Taḥqīq Islāmī, 2004), 154.

[29] Salīm Manṣūr, *Dīnī Madāris mein Ta'līm* (Islamabad: Institute of Studies Islam, 2004), 28.

اس ضمن میں ڈاکٹر طاہر القادر رقمطراز ہیں:"مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کا حصول وقت کی اہم ضرورت ہے۔اس کے بغیر موجودہ دور کے مسائل اور بدلتے ہوئے تقاضوں سے موثر انداز میں نمٹنا ممکن نہیں ہے۔سائنسی اور ٹیکنالوجی کے دور میں انسانی معاشرے کو جو گوناگوں پیچیدہ مسائل درپیش ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حقیقت پسندانہ اور وقتی ضروریات کے مطابق عملی حل تب ہی دریافت کیا جاسکتا ہے جب ہمارے علماء جدید تعلیم سے کماحقہ بہرہ ور ہوں گے"۔[30]

3. حقوق و فرائض سے آگہی

ایک تعلیم یافتہ عورت بہتر طریقے سے اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو سکتی ہے۔اسلام نے زمانہ جاہلیت کے مروجہ حاکم و محکوم کے تصور کو ختم کر کے مرد وعورت میں محبت کا رشتہ پیدا کیا اور نہ صرف ان کے حقوق وضع فرمائے بلکہ فرائض بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[31]"وہ تمہارے لیے پردہ پوش ہیں اور تم ان کے لیے"۔عورتوں کے حقوق و فرائض میں مساوات قائم کرتے ہوئے ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[32]"اور ان کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے مردوں کے ان پر اچھے انداز کے ساتھ"۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق و فرائض میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔جن میں وراثت کا حق، حسن سلوک، محرم رشتوں کا تعین، نکاح وطلاق کے مسائل،لباس وخوراک کے مسائل، حق زوجیت کے مسائل الغرض ایسے تمام معاملات کا بیان جس سے عورت کو ہر حیثیت سے روزانہ واسطہ پڑتا ہے۔اسی لیے عورتوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ ان تمام معاملات کو دین اسلام کی روشنی میں احسن طریقے سے ادا کر سکیں جس سے معاشرہ بہتر ہوگا۔عورتوں اور مردوں کے حقوق و فرائض اگر بہتر طریقے سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل ہو جائیں تو معاشرے سے بگاڑ اور بے راہ روی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

4. مساوات مردوزن کا جائزہ

عورتوں اور مردوں کی قوتوں اور صلاحیتوں میں خاصا فرق پایا جاتا ہے جو ان کی طبعی ساخت اور نشوونما کا تقاضا ہے لیکن اگر اسلام سے قبل ادوار کا جائزہ لیا جائے تو اسے عزت اور ذلت کا معیار بنایا گیا۔تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو مختلف اقوام کئی تبدیلیوں اور انقلابات سے گزریں ان اقوام میں عدل وانصاف کے چرچے بھی تھے حقوق کی پاسداری کا پرچار بھی تھا مگر ہر دور میں عورت کو رسوائی وخواری برداشت کرنا پڑی اسلام نے عورت کو عزت کا مقام عطا کیا۔قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ﴾[33]

"مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیا اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیا"۔

[30] Qādirī, Muḥammad Ṭāhir, *Firqah Parastī kā Khatma Kyūnkar Mumkin Hai?* (Lahore: Minhāj al-Qur'ān Printers, 2001), 651.
[31] Al-Baqarah, 2:187.
[32] Al-Baqarah, 2:228.
[33] Al-Nisā', 4:32.

اس آیت کریمہ کی رو سے مرد وزن میں کوئی فرق نہیں دونوں برابر ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ ہوں یا دیگر معاملات ان سب میں عورتوں کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا مردوں کو ملے گا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ ام سلیمہؓ اور انصار کی بعض عورتوں کو لے کر جنگ کے لیے روانہ ہوتے تھے۔ تاکہ وہ سپاہیوں کو پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں"۔

جنس اور اعمال کے اعتبار سے دیکھا جائے تو مرد وزن میں کوئی فرق نہیں ہے مگر اسلام نے عورت کو جو مقام عطا فرمایا ہے اس میں ان کی حدود بھی مقرر کی ہیں۔ اور عورت کی طبعی فطری کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کچھ امور کی انجام دہی سے مبرا کیا گیا ہے۔ جو کہ مردوں پر فرض ہیں مثال کے طور پر ایام ماہواری میں نماز معاف قضا بھی نہیں جماعت ضروری نہیں۔ جہاد فرض نہیں اور روزی کمانا فرض نہیں۔ اسلام کے اندازِ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں عورت کی عزت ہے۔ آج کل جو مردوں کے شانہ بشانہ کا نعرہ لگایا جارہا ہے اس میں عورت کی جس آزادی کی بات کی جارہی ہے وہ درست نہیں ہے۔

اسلام نے عورت کو علم حاصل کرنا فرض قرار دیا۔ اگر وہ علم حاصل کرتی ہے اور ان تمام امور سے باخبر رہتی ہے تو اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے سڑکوں پر نکل کر نعرہ بازی لگانا عورت کا شیوہ نہیں اور اس میں عورت کی کوئی عزت بھی نہیں ہے۔ بلکہ گھر میں رہ کر تمام معاملات کو ادا کریں اور جہاں ضرورت ہے وہاں اسلام نے اجازت دی ہے اس طرح اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرے اور دیگر امور میں اسلامی اصولوں کے مطابق عمل کرکے معاشرتی کردار ادا کرے اور اس طرح نسل نو کی بہترین تربیت کرکے ملک کی ترقی میں معاون ثابت ہوں۔[34]

اللہ تعالیٰ نے عورت کو عظیم قوت سے نوازا ہے۔ اگر وہ اپنی عقل کو مثبت انداز پر استعمال کرتی ہے تو بہت سے پیچیدہ معاملات کو احسن طریقے پر حل کرسکتی ہے۔ اس کی مثال حضرت موسیٰؑ کی والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے ظلم وبربریت کے اس دور میں کہ فرعون قتل وغارت کررہا تھا کسی معاملہ فہمی سے حضرت موسیٰؑ کی جان بچائی اور بکری کا خون کپڑوں پر لگا کر دروازے پر کھڑے فرعون کے لوگوں کو دکھا کر عقل ودانش کا ثبوت دیا۔ اسی طرح عصر حاضر میں عورت مسلکی کشمکش سے نکل کر خود کو ایک بہتر مسلمان ثابت کرسکتی ہے۔ ہر مدرسے میں پڑھنے والی عورت زندہ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اگر چند اختلافات کو چھوڑ دے اور مسلک کے بجائے قرآن وسنت کے فروغ کے لیے عمل کرنا شروع کردے تو اسلام کو تقویت ملے گی جس کی عصر حاضر میں ضرورت ہے۔

خلاصہ کلام

علم درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ دین اسلام میں علم حاصل کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ دینی مدارس جنہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں کلمہ حق کو بلند کرنے کا کام جاری رکھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اکثر ادارے اب بھی زیور تعلیم سے لوگوں کو آراستہ کررہے ہیں۔ تعلیم نسواں اس لیے ضروری ہے کہ ایک خاتون بچپن ہی سے نسل نو کی تربیت کرتی ہے۔ جس سے معاشرے میں مثبت رویہ پروان چڑھے اور دین کی بنیاد مضبوط ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ فرمائی کہ خواتین بھی آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ ہیں اس لیے خواتین کو دینی تعلیم سے محروم رکھنا انتہائی ظلم کی بات ہے جیسا کہ مختلف دیہی علاقوں یا قبائل میں ابھی بھی اس کا رواج ہے۔ دینی تعلیم ایک خاتون کو نکھارنے اور سنوارنے میں اہم رول ادا کرتی ہے البتہ عصر حاضر میں جو شہری آبادی میں مساوات مرد وزن کا نعرہ لگایا جارہا ہے اس میں مغرب کی غیر اخلاقی

[34] Muḥammad Ṭāhir al-Qādirī, *Firqah Parastī kā Khatma Kyūnkar Mumkin Hai?*, 667.

روش کو شامل کرنے کی کوششیں جاری ہیں جو اسلام کے لیے نقصان دہ ہے اس تحریک میں خواتین بھی شامل ہو رہی ہیں وہ تعلیمی و دیگر حقوق کی بات کرتی ہیں، مگر اسلام نے تو صدیوں پہلے ہی زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کو وقار فراہم کیا ہے اور اسے حقوق عطا فرمائے ہیں۔ اس میں وراثت کے علاوہ تعلیم کا حق بھی دیا گیا ہے۔ اس لیے دینی تعلیم ملکی فروعات سے پاک خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے ہو جس سے اسلامی فکر کو فروغ ملے۔

سفارشات

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تعلیم نسواں کی اہمیت بارے میں چند سفارشات درج ذیل ہیں:

* اسلامی تعلیمات کے مطابق، تعلیم کا حق ہر مرد وزن کو حاصل ہے، معاشرتی سطح پر خواتین کی تعلیم کی اہمیت پر آگاہی بڑھائی جائے تاکہ انہیں اپنے حقوق اور تعلیم کے فوائد کا بھرپور شعور ہو۔
* تعلیمی ادارے خواتین کی مخصوص ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے خصوصی سہولتیں فراہم کریں، جیسے کہ محفوظ ماحول، خواتین کے لیے خصوصی کلاسز، اور دیگر تعلیمی آلات جن کی مدد سے خواتین کی تعلیمی کارکردگی میں بہتری آئے۔
* قومی و بین الاقوامی سطح پر خواتین کی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے کانفرنسز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے تاکہ لوگوں کو عورتوں کی تعلیم کے فوائد کا ادراک ہو۔
* خواتین کی تعلیم کا مقصد صرف فرد کی ترقی نہیں بلکہ معاشرتی ترقی بھی ہونا چاہیے۔ اس لیے خواتین کی تعلیم کو معاشرتی ترقی کے تناظر میں دیکھا جائے تاکہ وہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پورے معاشرے کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکیں۔
* خواتین کی تعلیم کے اسلامی معاشرتی اثرات پر تحقیق کی جائے تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ کس طرح تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے کو بہتر بنا سکتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* ‘Aqīl Aḥmad. “Falāḥ-e-Mu‘āshara mein ‘Ā’ilī Zindagī kā Kirdār (Uswa-e-Ḥasana kī Rawshanī mein).” *Al-Tabyīn* 3, no. 2 (January 2021).
* Azād, Abū al-Kalām. *Khuṭbāt-e-Azād*. New Delhi: Sāhitya Academy, 1975.
* Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Bāb Hal Yuj‘al lil-Nisā’ Yawman ‘alā Ḥidah fī al-‘Ilm, 101. Cairo: Dār al-Kutub, 2005.
* Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Bāb Ta‘līm al-Rajul Imra’atahu wa Ahlihi, 97. Cairo: Dār al-Kutub, 2005.
* Ibn ‘Abd al-Barr, Abū Yūsuf ibn Muḥammad. *Al-Isti‘āb fī Ma‘rifat al-Aṣḥāb*. Vol. 2. Beirut: Markaz lil-Buḥūth wa al-Dirāsāt al-‘Arabiyya wa al-Islāmiyya, 1440 AH.
* Ibn ‘Abd al-Barr, Abū Yūsuf ibn Muḥammad. *Jāmi‘ Bayān al-‘Ilm wa Faḍlihi*. Vol. 1. Beirut: Dār ibn al-Jawzī Mu’assasat al-Risāla, 2008.
* Ibn Khallikān, Shams al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad. *Tārīkh Ibn Khallikān*. Vol. 1. Karachi: Nafīs Academy Urdu Bāzār, 2000.
* Iqbal, Muḥammad. *Kulliyāt-e-Iqbāl, Nazm ‘Aurat, Ḍarb-e-Kalīm*. Lahore: Iqbal Academy, 2000.
* Jālandharī, Khair Muḥammad. *Māhnāma al-Khair*. Multan: Jāmi‘a Khair al-Madāris, May 1987.
* Khurram Shahzād. *Maghrib aur ‘Ālam-e-Islām*. Lahore: Manshūrāt Manṣūra Multan Road, 2006.
* Lewis, Bernard. “The Roots of Muslim Rage.” *The Atlantic Monthly* 226 (September 1990): 47–60.
* Madnī, ‘Abd al-Raḥmān. “Dīnī Madāris aur Maujūda Sarkārī Iṣṭilāḥāt.” *Muḥaddith*. Lahore: Majlis al-Taḥqīq al-Islāmī, February 2002.
* Muḥammad Amānat Rasūl. *Mazhab Insān kī Ḍarūrat Hai*. Lahore: Ṭaha Publications, 2003.

- Muḥammad Amīn. *Hamāra Dīnī Niẓām-e-Ta'līm*. Lahore: Dār al-Ikhlāṣ Markaz Taḥqīq Islāmī, 2004.
- Nadvī, Abū al-Ḥasan 'Alī. *Khavātīn aur Dīn kī Khidmat*. Karachi: Majlis Nashriyāt-e-Islām, 1995.
- Nadvī, Muḥammad Wāḍiḥ Rashīd Ḥasanī. *Niẓām-e-Ta'līm wa Tarbiyyat aur Andīshe, Taqāże aur Ḥal*. Lucknow: Dār al-Rashīdiyya, 2013.
- Nā'īmī, Aḥmad Yār Khān. *Tafsīr Nūr al-'Irfān*. Lahore: Nā'īmī Kutub Khāna, 1440 AH.
- Qādirī, Muḥammad Ṭāhir. *Firqah Parastī kā Khatma Kyūnkar Mumkin Hai?*. Lahore: Minhāj al-Qur'ān Printers, 2001.
- Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Kabīr. *Al-Jāmi' li-Aḥkām*. Vol. 14. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH.
- Salīm Manṣūr. *Dīnī Madāris mein Ta'līm*. Islamabad: Institute of Studies Islam, 2004.
- Tabrīzī, Walī al-Dīn Muḥammad ibn 'Abd Allāh. *Mishkāt al-Maṣābīḥ*, Bāb al-'Ilm, 212. Beirut: Dār al-Fikr, 2003.
- Tirmidhī, Abū 'Īsā Muḥammad ibn 'Īsā. *Sunan Tirmidhī*, Bāb mā Jā'a fī Faḍl Ṭālib al-'Ilm, 2646. Riyadh: Dār al-Salām, 2007.